

حضرت فاطمہ الزہراء ؑ تیر ہویں قسط

<"xml encoding="UTF-8?">

ہم گزشتہ مضمون میں جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے سخاوت کے واقعات بیان کر رہے تھے۔ یہ سب کچھ تو وہ اپنی مرضی سے ہمیشہ کرتی ہی رہتی تھیں۔ مگر تاریخ میں ایک واقعہ ایسا بھی ملتا ہے جو کہ بعد میں وقوع پذیر ہوا اور اس دن اتفاق سے کوئی سائل بھی دروازے پر نہیں آیا کیونکہ باہر حضور (ص) اس مال کو تقسیم فرما رہے تھے جو شاہ نجاشی نے بھیجا تھا۔ لہذا جو تحفہ اس نے علاحدہ سے حضرت فاطمہ (رض) کے لئے بھیجا تھا ان کے ہاتھ میں پڑا رہا، چونکہ یہ بھی سخاوت سے متعلق ہے لہذا ہم اس کو یہاں درج کر رہے ہیں۔ وہ واقعہ یوں ہے کہ ایک دن حضور (ص) اپنی صاحبزادی کے گھر تشریف لائے اور ان کے ماتھے کو بوسہ دیا تو دیکھا کہ حضرت سیدہ کے بازوئے مبارک میں ہیرے کے بازو بند بندھے ہوئے ہیں۔

حضور (ص) نے سوال کیا کہ یہ تمہارے پاس کہاں سے آئے؟ تو انہوں نے انکشاف کیا آپ کے پاس جو حبشہ سے وفد آیا تھا وہ یہ میرے لیئے لایا تھا۔ اور اس کو حکم تھا کہ میرے پاس براہ راست پہنچا دے۔ یہ وہی ہے جو میں پہنے ہوئے ہوں۔ یہاں ایک مورخ نے یہ لکھا ہے کہ انہوں (رض) نے فرمایا کہ میں نے اس خیال سے بازو بند پہن لیئے کہ اسے ثواب زیادہ ملے۔ ممکن ہے کہ یہ بھی ایک وجہ رہی ہو، مگر میرا خیال یہ ہے کہ حضرت سیدہ (رض) سے زیادہ حضور (ص) کے بعد آداب سلطنت کون جانتا ہوگا؟ لہذا انہوں اس خیال سے قبول کر لیئے ہو گئے اور پہن لیئے ہو گئے کہ بادشاہوں کے تحفہ رد کرنا ان کی تو ہین سمجھا جاتا ہے۔ لہذا کوئی رد نہیں کرتا جبکہ نجاشی تومو من بھی تھا اور تحفے کو خیرات کرنے میں اس لیئے تاخیر ہو گئی کہ مدینے کے سائل باہر حضور (ص) کے پاس سے خیرات لے کر چلے گئے ادھر وہ کیوں آتے۔ بہر حال حضور (ص) نے فرمایا کہ بیٹی میں نے تو جو کچھ بھی آیا تھا تقسیم کر دیا۔ چونکہ وہاں مصروف تھا اس لیئے وہاں سے فارغ ہو کر آیا ہوں۔ مگر تمہارے پاس یہ ابھی تک کیوں ہے؟ ہم نے راہ فقر اختیار کی ہوئی ہے۔ ہمیں یہ چیزیں زیب نہیں دیتیں کیونکہ ہمیں یوم قیامت امت کی شفاعت کرنا ہے؟

اس سے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا بہت ہی زیادہ ملول ہو گئیں کہ انہوں اس کو خیرات کرنے میں دیر کیوں لگا ئی، فوری طور پر کیوں نہیں یہ فرض انجام دیا۔ اسی وقت وہ زیور کسی کے سپرد فرمایا اور جوہری کے ہاں فروخت کر کے رقم حاصل کی۔ پھر مدینہ کے حاجت مندوں میں منادی کرادی، چونکہ حجرہ فاطمہ (رض)، حضرت عائشہ صدیقہ (رض) کے حجرے کی پشت پر تھا۔ جب چہل پہل دیکھی تو حضور (ص) نے حضرت عائشہ (رض) سے پوچھا یہ کیسی چہل پہل ہے فاطمہ کی طرف؟ تو انہوں نے تمام حقیقت گوش گزار فرمائی۔ حضور (ص) اسی وقت تشریف لے گئے اور اظہار خوشنودی فرمایا۔ تب جا کر حضرت سیدہ (رض) کو قرار آیا۔ اس کے بعد سے اگر کوئی تحفہ پیش کرتا تو وہ رد تو نہیں فرماتیں تھے مگر اس کے جانے کے بعد فوری طور پر خیرات فرمادیتیں۔

اب ہم اور آگے بڑھتے ہیں۔ کہ ان کو ولایت کا شرف بھی حاصل تھا اور ان کی بہت سی کرامات بھی مشہور ہیں جو کہ مورخین نے تمام کی تمام حوالوں کے ساتھ رقم کی ہیں۔ مگر ان پر بات کرنے سے پہلے ہم ان سے بات کر

نا چا ہیں گے جو کہ سرے سے ولایت اور کرامات کے ہی قائل نہیں ہیں بلکہ وہ تو یہاں تک جا تے ہیں کہ حضور (ص) کے پاس بھی سوائے قرآن کے عظیم معجزے کے اور کوئی معجزہ ان سے سرزد نہیں ہوا۔ جب کہ حضور (ص) کی سیرت مبارکہ اور صحابہ کرام (رض) کی سیرت مبارکہ اور ان کے بعد اولیا ئے کرام (رح) کی سیرت مبارکہ کرامات سے بھری ہوئی ہیں۔ لیکن ہم نے بار بار عرض کیا ہے کہ فرق یہ ہے کہ کرامت کو ، صاحب کرامت بھی ہر وقت نہیں دکھا سکتا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کبھی کبھی سرزد ہو تی ہے۔

اس سلسلہ میں ابن کثیر (رح) نے جن کو ان کی تفا سیر کے سعودی ایڈیشن میں کافی کتر بیونت کے بعد منکر کرامت ثابت کیا جاتا ہے! اپنی اصل تفسیر میں سورہ القصص کی آیت نمبر ۸۰ کی تفسیر فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ”بہت سے راویوں نے لکھا ہے کہ قارون کیمیا بنا نے کا ماہر تھا۔ لیکن کیمیا نام کی کوئی چیز نہیں ہے دراصل جو اس قسم کا دعویٰ کرتے ہیں وہ سب شعبدے باز اور جاہل ہیں۔ اس لیئے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی کسی دھات کی سرشت کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ البتہ اس پر ملمع کر دے تو اور بات ہے۔ مگر اس سے سرشت نہیں بد لے گی۔

مگر جب خدا چاہے تو ایسا ہوسکتا ہے اور جو اکثر اولیا ءکے ہاتھوں دیکھنے میں آیا ہے ” پھر انہوں نے آگے چل کر مثال دی ہے کہ ایک شخص حضرت حیوہ بن شریح (رح) کے پاس آکر سوالی ہوا تو اس وقت ان کے پاس کچھ بھی نہ تھا، انہیں اس کو خالی ہاتھ واپس کر تے حیا آئی تو انہوں نے ایک کنکری اٹھا کر اس کی جھولی میں ڈال دی اور وہ پتھر سونے کی ڈلی میں تبدیل ہو گیا۔ اسی طرح ان کی مشہور کتاب ” البدایہ والنہا یہ ” میں ایک جگہ یہ تحریر ملتی ہے کہ ”عبد القادر جیلانی (رح) سے اس تواتر سے کرامات سرزد ہوئی ہیں کہ انہیں رد نہیں کیا جا سکتا“ اور دوسرے جگہ ان (رح) ہی کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”وہ صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے اور ان سے لوگوں نے بہت فائدہ اٹھایا“ اس کے علاوہ اللہ سبحانہ تعالیٰ مشہور حدیث قدسی میں فرماتے ہیں کہ ”جب بندہ میری طرف ایک قدم بڑھتا ہے تو میں اسکی طرف دس قدم بڑھتا ہوں۔ پھر میں اس کے ہاتھ بن جا تا ہوں ،اس کے کان بن جا تا ہوں، اس کی آنکھیں بن جا تا ہوں جس سے وہ افعال انجام دیتا ہے دیکھتا ہے اور سنتا ہے“ اس کو تصوف میں مقام فنا فی اللہ کہتے ہیں۔ اور یہ حدیث تمام خطیب اور بزرگان کرام بلا تخصیص اپنے وعظوں میں دہراتے رہتے ہیں۔

میرا اس تمام بحث میں الجھنے کا مقصد یہ تھا کہ جب یہ حال ان (رض) ماں کے بیٹوں کا ہے تو خود اگر ان سے جو تمام ولیوں کی ماں ہیں کوئی کرامت دیکھنے میں آتی ہے تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے ؟ آگے ہم چند معجزاتی واقعات بیان کر رہے ہیں۔ ملا حظہ فرمائیں۔

چکی کا اپنے آپ چلنا۔ حضرت سیدہ (رض) کی ذمہ داریاں بچوں کی ولادت کے بعد بڑھ گئیں تھیں، جبکہ وہ اپنے معمولات میں بھی فرق نہیں آنے دینا چاہتی تھیں۔ اکثر اوقات وہ فجر کے بعد آٹا بھی پیستی جاتیں اور تلاوت بھی کرتی جاتیں۔ ایک دن کسی ضرورت سے حضرت علی کرم اللہ کے پاس حضرت سلمان فارسی (رض) تشریف لائے۔ حضرت فاطمہ (رض) نے پردہ کر لیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہ ان کو حجرے میں لے گئے۔ تب انہوں نے باہر کی طرف دیکھا کہ چکی کے پاس کوئی بھی نہیں ہے اور چکی چل رہی، اس میں جو بھی پڑ رہے ہیں اور آٹا بھی نکل رہا۔ ایسی ہی ایک روایت حضرت ابو ذر غفاری (رض) سے بھی ہے کہ وہ کسی کام سے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ اور واپس آکر حضور (ص) کو بتلایا کہ صاحبزادی صاحبہ (رض) نماز پڑھ رہی تھیں اور ان کی چکی آپ ہی آپ چل رہی اور آٹا خود بخود پس رہا تھا۔

جھولے کا اپنے آپ ہلنا۔ جب جناب حسنین (رض) چھوٹے تھے۔ تو وہ اکثر ان کو جھولے میں لٹا کر عبادت میں

مصرف ہو جاتیں اور پھر وہ نماز میں مشغولیت کی بنا پر اپنے اطراف سے بے خبر ہو جاتیں۔ بچوں میں سے کسی کی آنکھ جھولا رک جانے سے کھل جا تی تو جھولا خود بخود ہلنے لگتا اور بچے دوبارہ سوجاتے ۔ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ حضرت فاطمہ (رض) جب خود بچہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے کئی مرتبہ ان کے پھٹے پرانے لباس کو منور فر مایا۔ اس سے ان کے بچے بھلا کیسے محروم رہ سکتے تھے؟ لہذا ایک عید آئی اور انہوں نے دوسروں کی تیاریاں دیکھ خود بھی مطالبہ فر مایا کہ ہم بھی کل نئے کپڑے پہنیں گے۔ چونکہ انہیں اپنے بچپنے کا تجربہ تھا لہذا وہ مطمئن ہو کر عبادت میں مصروف ہو گئیں، اس کا ذکر انہوں نے اپنے شوہر سے بھی نہیں فر مایا کیونکہ وہ اس پر زندگی بھر عمل پیرا رہیں جو نصیحت ان کے والدِ محترم نے فر ما ئی تھی کہ بیٹی میں نے تیرے لیئے سب سے بہتر شخص تلاش کیا ہے اور علی (رض) کو کبھی تنگ مت کر نا۔ اس رات وہ تمام رات نوافل میں مصروف رہیں، اس لیئے کہ انہیں یقین تھا کہ اللہ انکا وعدہ ضرور پورا کرے گا اور بچوں کے سامنے شرمندہ نہیں ہو نا پڑے گا ۔ وہ جو دلوں کے حال جانتا ہے اپنی بندی سے کیسے بے خبر رہ سکتا تھا۔ لہذا اس سے پہلے کہ بچے اٹھیں ایک درزی حاضر ہوا اور دوجوڑ کپڑے جناب حسنین (رض) کے ناپ کے دے گیا۔ (باقی آئندہ

بشکریہ عالمی خبریں ڈاٹ کام